

معمولاتِ شبِ برأت

سے متعلق چند غلط فہمیوں کا اِزالہ

مرتب: مولانا محمّد عارف اشرفی

ناشر
جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدّین کونڈوا، پونہ



جامعہ اشرفیہ حسّامیہ شیخ صلاح الدّین

بانی وقائد : قائد اہل سنت حضرت مولانا محمد ایوب اشرفی صاحب
(خطیب جامع مسجد، کیمپ، صدر ابوالحسنات اِسلامک ریسرچ سینٹر، حیدر آباد، شاخ پونہ)

آغاز: ۱۱ ذی القعد ۱۴۲۴ھ مطابق ۴ جنوری ۲۰۰۴ء

شعبہ جات: شعبۂ ناظرہ۔ شعبۂ حفظ۔ شعبۂ قرأت، شعبۂ امامت وخطابت۔ دار القضاء۔ دار الافتاء۔ اسکولی تعلیم (سروِشکشا ابھیان)، کمپیوٹر ٹریننگ۔ ابوالحسنات اِسلامک ریسرچ سینٹر، حیدر آباد، شاخ پونہ

کتب خانہ: تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، تاریخ پر عربی اُردو میں سیکڑوں کتب کا ذخیرہ۔

اساتذہ: چار طلباء: پچیس
فارغین: پندرہ

سرگرمیاں: سمر کیمپ، روحانی پکنک، میڈیکل چیک اَپ، موقع بموقع اصلاحی اجتماعات کا انعقاد، اشاعت کتب، اجتماعی قربانی کا اہتمام

منصوبے: اسلامک انگلش اسکول، مہاراشٹر کے مقامی بچوں کو دینی تعلیم کی طرف راغب کرنا۔ عصری سہولتوں سے مزیّن لڑکیوں کا مدرسہ۔

زیر تربیت وطبع کتابیں:

(۱) مولائے کائنات کرّم اللہ وجہہ
(۲) ضعیف حدیث۔ تعریف، اقسام اور دائرۂ کار
(۳) جزء عدم رفع الیدین
(۴) حنفی طریقۂ نماز (احادیث صحیحہ کی روشنی میں)
(۵) ہم حنفی کیوں؟
(۶) روزہ وزکوٰۃ کے ضروری مسائل
(۷) تاریخ اولیاء، پونہ
(۸) مہاراشٹر کی معروف وغیر معروف زیارت گاہیں
(۹) اِتّباع

پتہ: جامعہ اشرفیہ، نزد مسجد غوث الوریٰ، سروے نمبر ۵، اشرف نگر، کونڈوا، پونے۔ ۴۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم وآلہ وصحبہ اجمعین

معمولاتِ شبِ برأت سے متعلق چند غلط فہمیوں کا اِزالہ

(احادیث وآثار، اقوال وافعالِ اَسلاف اور غیر مقلّدین کی کتابوں کے حوالے سے)

مرتب: مولانا محمّد عارف اشرفی

استاذ شعبہ امامت وخطابت جامعہ اشرفیہ، کونڈوا، پونہ

خطیب بارہ امام مسجد، پونہ

رکن ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سینٹر حیدرآباد، شاخ پونہ

ناشر:

جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدین

کونڈوا، پونہ

نام کتاب	:	معمولاتِ شب برأت
مرتب	:	مولانا محمد عارف اشرفی
ناشر	:	جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدین
طباعت	:	آپشنس، پونہ 9021190822
سرِ ورق	:	عمیر باغبان
کمپوزنگ	:	ڈزائنر پلس 9021190822
صفحات	:	۴۰
ہدیہ	:	۱۰/روپئے
ایڈیشن	:	اوّل (۲۵/شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ 16 جولائی 2012ء)
تعداد اشاعت	:	1000 (ایک ہزار)

ملنے کے پتے

- ☆ جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدین، کونڈوا، پونہ — Mob: 9226720499
- ☆ بارہ امام مسجد، نزد معالے ملے دار کچہری، پونہ — Mob: 9028899921
- ☆ بڑی درگاہ مسجد (حضرت شیخ حسام الدین زنجانی اشرفیؒ) — Mob: 8983399806
- ☆ روشن مسجد، دولہا دولہن قبرستان، بھوانی پیٹھ، پونہ — Mob: 9028135235
- ☆ کھڑکی جامع مسجد، کھڑکی، پونہ — Mob: 7387002311

انتساب۔

خانوادۂ اہل بیت کے ایک عظیم فرد، رئیس المحققین، شیخ الاسلام والمسلمین، صاحبِ 'سید التفاسیر'

حضرت **علامہ سیّد محمد مدنی میاں** اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی

(زیبِ سجّادہ آستانۂ حضور محدث اعظم ہند، کچھوچھہ شریف)

کے نام

جن سے نسبت ومودّت مجھ جیسے ہزاروں، لاکھوں کی زندگی کا کل سرمایہ ہے۔

اعتراف۔

اگرچہ بعض 'اہلِ نظر' کے نزدیک یہ عمل عیب شمار کیا جاتا ہے لیکن مجھے اس اعتراف میں کوئی عار نہیں کہ یہ کتابچہ چار کتابوں سے جمع شدہ مواد ہے اور شاید معتبر بھی وہی بات ہوتی ہے جس میں اپنی عقل کی بجائے بزرگوں کے اقوال وافعال اور ان کی تحقیق کو ترجیح دی جائے اور دورِ جدید کا آسان اور پُراثر اسلوب بھی یہی ہے کہ معتمد وثقہ علماء و محدثین کی کتابوں سے احادیث وآثار، بزرگوں کے اقوال وافعال اور منکرین کی کتب سے حوالہ جات پیش کر کے فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا جائے۔

محمد عارف اشرفی

فہرست

(احادیث وآ ثاراقوال وافعال اسلاف کی روشنی میں)

(۱) مغرب بعد چھ رکعت نماز اور سورۂ یاسین شریف اور دُعاءِ نصف شعبان

وقد توارث الخلف عن السلف فی احیاء هذه اللیلة بصلاة ست رکعات بعد صلاة المغرب کل رکعتین بتسلیمة یقرا فی کل رکعة منها بالفاتحة مرّة والاخلاص ست مرآت و بعد الفراغ من الرکعتین یقرا سورة یاسین و یدعوا بالدعاء المشهود بدعاء لیلة النصف ویسال الله تعالیٰ البرکة فی العمر ثم فی الثانیة البرکة فی الرزق ثم فی الثالثة حسن الخاتمة وذکروا ان من صلیّ هکذا بهذه الکیفیة اعطیٰ جمیع ماطلب وهذه الصلاة مشهورة فی کتب المتاخرین من السادة الصوفیة (اتحاف السادة ۳/۷۲۴)

ترجمہ: سلف صالحین سے اس رات میں بعد نمازِ مغرب چھ رکعت نماز منقول ہے اس طرح کہ ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ، سورۂ اخلاص چھ مرتبہ پڑھے اور نماز کے بعد ایک مرتبہ سورۂ یاسین پڑھ کر وہ دعا پڑھے جو پندرھویں شعبان کی مشہور دعا ہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ سے عمر میں اضافہ کے لیے دعا کرے اسی طرح چار

رکعت کے بعد سورۂ یاسین پڑھ کر رزق میں برکت کے لیے دعا کرے اور اسی طرح چھ رکعت کے بعد سورۂ یاسین پڑھ کر خاتمہ بالخیر کی دعا کرے سلف صالحین نے ذکر کیا کہ جس نے اس طرح کی نماز اس کیفیت سے پڑھی اسے ہر وہ چیز ملے گی جو اس نے مانگی اور یہ نماز متاخرین صوفیاء کی کتابوں میں مشہور ہے۔

(۲) عبادت (نماز اوراذکار)

اس رات میں عبادت کرنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے:

قال علی قال رأیت رسول الله صلی الله علیه وسلم لیلة النصف من شعبان قام فصلّیٰ عشرة رکعة ثم جلس بعد الفراغ فقرأ بام القرآن اربع عشرة مرة وقل هو الله احد اربع عشرة مرة وقل اعوذ برب الفلق اربع عشرة مرة وقل اعوذ برب الناس اربع عشرة مرة وآیة الکرسی .... الخ (طویل حدیث ہے) (بیہقی ۲/۳۸۷، ماثبت بالسنۃ ۸۶)

ترجمہ: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں ”میں نے حضور علیہ السلام کو شعبان کی پندرہویں رات کو دیکھا کہ آپ علیہ السلام کھڑے ہوئے اور آپ نے چودہ رکعت نماز پڑھی۔ پھر نماز کے بعد آپ نے بیٹھ کر سورۂ فاتحہ ۱۴ مرتبہ، قل ہو اللہ احد ۱۴ مرتبہ، قل اعوذ برب الفلق ۱۴ مرتبہ، قل اعوذ برب الناس ۱۴ مرتبہ اور ایک مرتبہ آیۃ الکرسی اور لقد جاء کم رسول من انفسکم (سورہ توبہ کی آخری دو آیات) پڑھی۔ نماز کے بعد میں نے اس عمل سے متعلق دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اس طرح عمل کرے گا جو تم نے دیکھا ہے اس کو ۲۰ مقبول حج اور ۲۰ سال کے مقبول روزوں کا ثواب ملے گا۔ اور

اگر اس دِن روزے کی حالت میں صبح کی تو اس کے لیے گذشتہ اور آئندہ دونوں سالوں کے روزوں کے برابر ثواب ملے گا۔(شعب الایمان للبیہقی، کتاب الصوم حدیث نمبر ۳۶۸۳، تفسیر الدرالمنثور، سورہ دخان، جامع الاحادیث، سندالعشرۃ، حدیث نمبر ۳۳۳۲۷)

۳) دعاء :

ا) عن علی رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا یومھا فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الامن مستغفر فاغفر لہ الا مسترزق فارزقہ الا مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر

(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۱۴۵۱، شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۳۶۶۴، کنزالعمال حدیث نمبر ۳۵۱۷۷)

ترجمہ: حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ''سیدنا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' جب شعبان کی ۱۵ ویں شب ہو تو اس رات قیام کرو اور اس کے دِن میں روزہ رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس رات سورج ڈوبتے ہی آسمان دنیا کی طرف نزول اجلال فرماتا ہے اور اِرشاد فرماتا ہے کیا کوئی مغفرت کا طلب گار ہے کہ اس کی مغفرت کردوں، کیا کوئی رزق چاہنے والا کہ میں اس کو رزق عطا کروں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے کہ میں اس کو عافیت دوں، کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو۔

☆ اسی حدیث کو بنیاد بنا کر اَسلاف مغرب بعد ۲-۲ رکعت نماز پڑھ کر مغفرت، رزق اور عافیت کی دعاء مانگتے ہیں۔

(ب) فیستغفر للمستغفرین ویرحم المسترحمین

ترجمہ: اللہ تعالیٰ مغفرت مانگنے والوں کو بخش دیتا ہے اور رحم کے طالبوں پر رحم فرماتا ہے۔ غیر مقلد عالم مبارک پوری نے لکھا امام بیہقی نے اس حدیث کو مرسل جیّد کہا۔(تحفۃ الاحوذی)

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''شب برأت میں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:

اعوذ بعفوک من عقابک و اعوذ برضاک من سخطک ، واعوذ بک منک جل وجھک لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک

ترجمہ: اے اللہ میں تیری سزا سے تیرے عفو کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے غضب سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ میں آتا ہوں، تیری ذات بزرگی والی ہے اے اللہ میں تیری مکمل تعریف کا احاطہ نہیں کرسکتا تو ویسا ہی ہے جس طرح تو نے خود اپنی تعریف وثناء کی۔

(شعب الایمان للبیہقی حدیث نمبر ۳۶۷۸)

(د) امام شافعی:

ان الدعاء یستجاب فی خمس لیال فی لیلۃ الجمعۃ و لیلۃ الضحی، ولیلۃ الفطر و اول لیلۃ من رجب ،ولیلۃ النصف من شعبان

امام شافعی فرماتے ہیں: بے شک پانچ راتوں میں دعاء زیادہ قبول ہوتی ہے۔ شب جمعہ، عیدین کی راتیں، رجب کی پہلی تاریخ اور ۱۵ شعبان کی رات

(کتاب الام. بیان العبادۃ لیلۃ العیدین. ۱/ ۲۳۱)

۴) زیارت قبور :

عن عائشة رضی الله عنها قالت فقدت رسول الله لیلة فخرجت فاذا هو بالبقیع فقال اکنت تخافین ان یحیف الله علیکم ورسوله قلت یا رسول الله انی ظننت انک اتیت بعض نسائک فقال ان الله عز وجل ینزل لیلة االنصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلبٍ

ترجمہ: ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے ایک رات حضور علیہ السلام کو نہ پایا۔ میں نکلی اور دیکھا کہ آپ علیہ السلام بقیع میں تشریف فرما تھے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا'' کیا تمہیں اندیشہ (خوف) ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول تم پر زیادتی کریں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خیال کیا کہ آپ کسی اور زوجۂ مطہرہ کے پاس تشریف لے گئے ہونگے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ شب برأت کو آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔

(ترمذی ، حدیث نمبر ۷۴۴، ابن ماجه حدیث ۱۳۷۹ ، مسند احمد ۲۴۸۲۵ ، مصنف ابن ابی شیبه ۷:۱۳۹ ، التبصرة:امام ابن الجوزی المجلس الخامس فی ذکر لیلة النصف من شعبان)

غلط فہمیوں کا اِزالہ

۱) غلط فہمی: شب برأت کی کوئی اصل وحقیقت نہیں۔

غلط فہمی کا اِزالہ: مشہور اہل حدیث عالم عبد الرحمٰن مبارکپوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں لکھا ہے۔

اعلم انه قد ورد فی فضیلة لیلة النصف من شعبان عدة احادیث مجموعها یدل علی ان لها اصلاً....

فهٰذه الاحادیث بمجموعها حجة علی من زعم انه لم یثبت فی فضیلة لیلة النصف من شعبان شیء

ترجمہ: جان لو کہ یقیناً شعبان کی پندرہویں رات (شب برأت) کی فضیلت میں متعدد احادیث وارِد ہوئی ہیں۔ ان احادیث کا مجموعہ اس پر دلیل ہے کہ اس رات کی اصل (حقیقت) ہے۔۔۔احادیث کا مجموعہ ان لوگوں پر حجت ودلیل ہے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں رات کی فضیلت میں کچھ ثابت نہیں۔

(تحفة الاحوذی شرح ترمذی حدیث نمبر ۷۴۹ کے تحت)

۲) غلط فہمی: یہ رات عام راتوں کی طرح ہے۔

غلط فہمی کا اِزالہ: مشہور اہل حدیث عالم عبد الرحمٰن مبارکپوری نے اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں لکھا ہے۔

و هذه الاحادیث کلها تدل علی عظم خطر لیلة النصف من شعبان و جلالة شانها وقدرها وانها لیست کاللیالی الاخر

ترجمہ: یہ تمام احادیث پندرہویں شعبان کی عظمت وجلالت، قدر ومنزلت اور فضیلت پر دلالت کرتی ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ رات بقیہ عام راتوں کی طرح نہیں۔ (بحوالہ: ماہ شعبان کی شرعی حیثیت۔ اہلحدیث ریسرچ اسکالر، رفیع اللہ تیمی، صفحہ۱۲)

۳) غلط فہمی: اس شب کی فضیلت میں کوئی صحیح حدیث وارِد نہیں۔

غلط فہمی کا اِزالہ: اہل حدیثوں کے مشہور محدث شیخ ناصر الدین البانی نے **سلسلة الاحادیث الصحیحه** اور **شرح کتاب السنة** میں درج ذیل احادیث کو صحیح کہا ہے۔

عن معاذ بن جبل عن النبی صلی اللہ علیه وسلم قال یطلع اللہ الی خلقه لیلة النصف من شعبان فیغفر لجمیع خلقه الا مشرک او مشاحن"

ترجمہ: حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ تبارک وتعالیٰ شعبان کی پندرہویں رات کو اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور مشرک، کینہ رکھنے والے کو چھوڑ کر تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے۔

(**کتاب السنة مع تحقیق الالبانی** ص۲۲۴، حدیث نمبر:۵۱۲، **سلسلة الاحادیث الصحیحة** ، ۳/۱۳۴، حدیث نمبر:۱۱۴۴)

اس کے علاوہ **سلسلة الاحادیث الصحیحة** ، صفحہ۱۳۵اور۱۳۸میں بھی احادیث صحیحہ لکھی ہے۔

۴) غلط فہمی: اس شب نماز، دُعاء، روزہ اور زیارتِ قبور سے متعلق احادیث ضعیف ہیں۔ اور ضعیف احادیث پر عمل جائز نہیں۔ احادیث صحیحہ میں صرف اتنا ذکر ہے کہ اس رات

مغفرت ہوتی ہے۔

غلط فہمی کا اِزالہ: زیارتِ قبور سے متعلق حدیث کو شیخ البانی نے صحیح کہا ہے (**سلسلة الاحادیث الصحیحة ۳/۱۳۸**)

ضعیف حدیث پر عمل کا جواز

چند احادیث اگر چہ ضعیف ہیں لیکن چونکہ عقائد و احکام سے متعلق نہیں ہیں۔ صرف فضائل اعمال سے متعلق ہیں۔ اس وجہ سے ان پر عمل درست ہیں

اس سلسلہ میں ائمہ محدثین اور غیر مقلدین اور دیوبندی علماء کے اَقوال درج کیے جاتے ہیں

۱) نوافل وفضائل کیلئے حدیث صحیح کی ضرورت نہیں:

امام ابن قدامہ: **فان النوافل والفضائل لا یشترط صحة الحدیث فیها** (**المغنی ۱/۴۳۸**)

ترجمہ: امام بن قدامہ کہتے ہیں "نوافل وفضائل میں صحیح حدیث ہونا ضروری نہیں۔

۲) فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل صرف جائز ہی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

ا) امام نووی: **قال العلماء من المحدثین والفقهاء وغیرهم یجوز و یستحب العمل فی الفضائل والترغیب والترهیب بالحدیث الضعیف ما لم یکن موضوعاً**

ترجمہ: علماء محدثین وفقہاء اور دیگر ائمہ کہتے ہیں کہ اگر حدیث موضوع نہ ہو تو فضائل، ترغیب اور ترہیب میں ضعیف حدیث پر عمل جائز ومستحب ہے (الاذکار صفحہ۱۹)

ب) امام بخاری کی کتاب **الادب المفرد** اور **التاریخ الکبیر** اس باب کی واضح

دلیل ہے کہ امام بخاری کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث قابل قبول ہے ورنہ اس قدر ضعیف احادیث اس میں نہ ہوتی اور اس کثیر تعداد کو سہو وخطاء پر محمول نہیں کیا جا سکتا۔

ج) امام ترمذی نے ترمذی شریف میں متعدد مقامات پر ضعیف حدیث درج کرنے کے بعد لکھا ہے۔علماء کے نزدیک یہ عمل مستحب ہے:

حديث منصور لا نعرفه الا من حديث محمد بن الفضل بن عطيه ضعيف ذاهب الحديث عند اصحابنا والعمل على هذا عند اهل العلم من اصحاب النبي ﷺ وغيرهم .يستحبون استقبال الامام اذا خطب ولا يصح في هذا الباب عن النبي ﷺ شيء (ترمذي بتحقيق الالباني،حديث نمبر: ٥٠٩)

ترجمہ:منصور سے مروی حدیث کو ہم صرف محمد بن الفضل بن عطیہ کے طریق سے جانتے ہیں ۔ ہمارے اصحاب (محدثین) کے نزدیک یہ ضعیف اور ذاہب الحدیث ہے۔اہل علم صحابہ اور دیگر ائمہ کا اسی پر عمل ہے۔وہ مستحب سمجھتے ہیں کہ خطبہ سننے والا امام کی طرف رخ کرے۔اور اس باب میں حضور اکرم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے۔

لطف کی بات یہ ہے کہ اس حدیث کو البانی نے محمد بن الفضل بن عطیہ کی موجودگی کے باوجود صحیح کہا ہے۔

ث) شیخ ابن تیمیہ: نے القاعدة الجليلة في التوسل والوسيلة میں لکھا ہے۔

ان العمل اذا علم انه مشروع بدليل شرعي وروى في فضله حديث لا يعلم انه كذب جاز ان يكون الثواب حقاً .

ترجمہ:(جب کوئی عمل دلیل شرعی سے ثابت ہو اور اس کی فضیلت میں ایسی حدیث آئے جن کا موضوع (منگھڑت) ہونا ہمیں معلوم نہیں تو اسکے ثواب کا حق ہونا جائز ہے(مقدمة ضعيف الجامع صغير :البانی:٥١)

ج) اہل حدیث عالم نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں:

احادیث ضعیفہ درفضائل اعمال معمول بہا است

ترجمہ: فضائل اعمال میں ضعیف احادیث پر عمل کیا جاتا ہے(مسلک الختام)

۳) فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کرنے کے جواز پر اجماع ہے۔

امام ابن حجر مکی، قد تقرر ان الحديث الضعيف والمرسل والمنقطع والمعضل والموقوف يعمل بها في فضائل الاعمال اجماعاً.

یہ بات ثابت ہو چکی ہے فضائل میں ضعیف، مرسل، منقطع، معضل اور موقوف احادیث پر عمل کرنے پر اجماع ہے۔(فتاویٰ ابن حجر ۲/۱۵۴)

۴) صالحین کے عمل سے بھی حدیث قوی اور قابل قبول ہو جاتی ہے

صلاۃ التسبیح جس روایت سے ثابت ہے وہ ضعیف ہے امام حاکم اور بیہقی نے اس کے قوی ہونے کی علت حضرت عبداللہ ابن مبارک (شاگرد امام اعظم رضی اللہ عنہ) اور صالحین کے عمل کو بتایا۔

قال البيهقي كان عبدالله بن المبارك يصليها وتداولها الصالحون بعضهم عن بعض وفي ذلك تقوية للحديث المرفوع .

امام بیہقی نے کہا: حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنہ صلاۃ التسبیح پڑھا کرتے تھے اور بعد کے صالحین نے اسے ایک دوسرے سے اخذ کر کے پڑھا ہے۔اس وجہ سے حدیث مرفوع کو تقویت مل گئی۔(اصول حدیث: مولانا نفیس مصباحی)

۵)اہل علم کے عمل کرنے سے بھی ضعیف حدیث قوی ہوجاتی ہے۔

امام ترمذی نے اپنی سنن میں حدیث ضعیف پر کلام کرنے کے بعد جگہ جگہ فرمایا ہے۔

والعمل علی ھٰذا عند اھل العلم یعنی حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن اہل علم کا اسی پر عمل ہے۔

مرقات المفاتیح میں ہے:

رواہ الترمذی وقال غریب، والعمل علی ھٰذا عند اھل العلم قال النووی واسنادہ ضعیف نقلہ میرک فکان الترمذی یرید تقویۃ الحدیث بعمل اھل العلم.

ترجمہ: امام ترمذی نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث غریب ہے مگر اہل علم کا اس پر عمل ہے سید میرک نے امام نووی سے نقل کیا کہ اس کی سند ضعیف ہے گویا امام ترمذی اس سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اہل علم کے عمل سے یہ حدیث قوی ہوگئی۔

(مرقات المفاتیح ۳/۹۸)

۶)امت کے قبول کرنے سے ضعیف حدیث قابل قبول ہوجاتی ہے۔

ا) اصول حدیث کے مشہور عالم امام ابن الصلاح فرماتے ہیں

ان الحدیث الضعیف اذا تلقتہ الامۃ بالقبول عمل بہ علی الصحیح

ترجمہ: بے شک ضعیف حدیث کو جب امت قبول کرلیتی ہے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

(النکت علی مقدمۃ ابن الصلاح)

ب) امام سیوطی فرماتے ہیں:

یحکم للحدیث بالصحۃ اذا تلقاہ الناس بالقبول و ان لم یکن لہ اسناد صحیح.

جب لوگ حدیث شریف کو قبول کرلیں تو اس کے صحیح ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا اگرچہ اس کی

سند صحیح نہ ہو (**تدریب الراوی شرع تقریب النواوی للسیوطی**)

۷)تعدّد طرق سے ضعیف حدیث قوی ہوجاتی ہے:

امام عبدالوہاب شعرانی فرماتے ہیں

قد احتج جمہور المحدثین بالحدیث الضعیف اذا کثرت طرقہ والحقوہ بالصحیح تارۃ وبالحسن اخری.

ضعیف حدیث جب متعدد سندوں سے مروی ہو تو جمہور محدّثین اسے لائق استدلال مانتے ہیں اور کبھی اسے صحیح اور کبھی حسن کے ساتھ لاحق کرتے ہیں ((اصول حدیث: مولانا نفیس مصباحی، ص ۴۱ بحوالہ میزان الشریعۃ الکبریٰ ۱/۶۸)

☆حصول قوت کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ سندیں زیادہ ہوں۔ صرف دو مل کر بھی قوی ہوجاتی ہے۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے 'تیسیر' کے حوالے سے لکھا ہے۔

ضعیف لضعف عمرو بن الواقد لکنہ یقوی بورودہ من طریقین

ترجمہ: یہ حدیث اپنے راوی عمرو بن واقد (متروک) کی وجہ سے ضعیف ہے لیکن دو سندوں سے مروی ہونے کی وجہ سے قوت پا گئی۔

(اصول حدیث: مولانا نفیس مصباحی، ص ۴۱ بحوالہ فتاوی رضویہ: جلد ۲۔ صفحہ ۴۴۹)

شب برأت کی فضیلت سے متعلق احادیث ان تمام معیاروں پر پوری اترتی ہیں۔ اس وجہ سے ضعیف ہونے کے باوجود قابل قبول ہیں۔

۸) ضعیف حدیث پر عمل کرنے میں کوئی نقصان نہیں بلکہ احتیاط کا تقاضہ یہی ہے۔ امام ابن حجر مکی الھیتمی لکھتے ہیں:

لانّہ اِن کان صحیحاً فی نفس الامر فقد اعطی حقّہ من العمل بہ والّا لم یترتب علی العمل بہ مفسدۃ تحلیل ولا تحریم ولا ضیاع حقٍّ للغیر.

ترجمہ: کیونکہ اگر یہ حدیث (ضعیف) حقیقت میں صحیح ہے تو اس نے اس پر عمل کر کے اس کا حق ادا کیا ورنہ اس پر عمل کرنے سے حلال کو حرام، حرام کو حلال اور حقِ غیر کا ضیاع وغیرہ جیسی کوئی خرابی مترتب نہیں ہوتی۔ (حکم العلمل بالحدیث الضعیف ۔عبدالفتاح الیافعی۔ بحوالہ شرح الاربعین، امام ابنِ حجر مکی صفحہ ۳۲)

☆یعنی شب برأت سے متعلق احادیث صرف فضائل کے بیان میں ہے کہ نہ حلال وحرام کے بیان میں اور فضائل میں ضعیف حدیث کے قبول پر محدّثین وفقہاء کا اجماع ہے۔

☆ان احادیث پر صالحین، اہل علم اور امت کا چودہ سو سالہ عمل ہے اور ان کا عمل کرنا بھی ضعیف حدیث کو قابل قبول بنا دیتا ہے۔

اجتماعی شب بیداری کے مشہور قائلین:

حضرت خالد بن معدان، حضرت مکحول، حضرت لقمان بن عامر وغیرہ تابعین، امام اسحاق بن راہویہ، امام غزالی وغیرہم

انفرادی شب بیداری کے مشہور قائلین:

امام اوزاعی، امام ابن رجب حنبلی، امام ابن الصلاح، امام شافعی، شیخ ابن تیمیہ (لطائف المعارف) شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری (غیر مقلد)

☆ ان احادیث کے متعدد طرق، شواہد ومتابعات کی صورت میں موجود ہے لہٰذا اس اعتبار سے بھی ان احادیث پر عمل کرنا جائز ودرست ہے

حدیث ترمذی پر اعتراضات کے جوابات

☆ امام زاہد الکوثری نے زیارت قبور سے متعلق ترمذی شریف کی حدیث کے بارے میں لکھا ہے۔

لا سیّما ان ھذا الحدیث لہ شواھد عند ابن ماجہ والبیھقی و ابن خزیمہ وغیرھم (مقالات الکوثری ۵۰)

ترجمہ: بے شک اس حدیث کے شواہد ابن ماجہ، بیہقی، ابن خزیمہ اور دیگر کتب میں موجود ہیں۔

☆ ترمذی شریف کی حدیث پر اعتراض کرتے وقت امام بخاری کا حوالہ دیکر کہا جاتا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ یہ حدیث منقطع ہے۔

امام زاہد الکوثری لکھتے ہیں:

لکن الانقطاع بمجردہ لا یدل علی ترک الحدیث اطلاقاً. ....نعم فی ابن ارطاۃ کلام الا ان الترمذی حسن بعض حدیثہ

ترجمہ: صرف منقطع ہونے سے حدیث کو مطلقاً ترک نہیں کیا جا سکتا۔۔۔ابن ارطاۃ میں کچھ کلام ہے لیکن امام ترمذی نے ان کی بعض احادیث کو حسن بھی کہا ہے۔ (مقالات الکوثری ۵۰)

☆ امام بیہقی منقطع حدیث سے متعلق فرماتے ہیں

المنقطع اذا انضم الیہ غیرہ او اذا انضم الیہ قول الصحابۃ او تتاکد بہ المراسیل ولم یعارضہ ما ھو اقویٰ منہ فانا نقول بہ

ترجمہ: حدیث منقطع سے جب کوئی اور حدیث یا قول صحابی مل جائے یا اس کے ذریعے

مراسیل کی تائید وتقویت ہو اور اس سے قوی حدیث اس کے معارض ومخالف نہ ہو تو ہم اس کو قبول کرتے ہیں۔(معرفة السنن والآثار جلد ۱ ص ۲۲۹)

ترمذی شریف کی حدیث اگرچہ منقطع ہے لیکن اس کی تائید وتقویت دیگر احادیث سے ہو رہی ہے اور اس کے مقابل ومخالف کوئی قوی حدیث بھی نہیں ہے۔لہٰذا امام بیہقی کے قول کے مطابق یہ حدیث مقبول ہے۔

۵) غلط فہمی: ابن ماجہ شریف کی حدیث موضوع ہے۔

اِزالہ: اس حدیث کے رواۃ حسب ذیل ہیں

۱) حسن بن علی الخلال	۲) عبدالرزاق
۳) ابن ابی سبرۃ	۴) ابراہیم بن محمد
۵) معاویہ بن عبداللہ بن جعفر	۶) عبداللہ بن جعفر

۷) حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ ابن ابی طالب رضی اللہ عنہم اجمعین

ان میں سے ہر ایک راوی ثقہ ہے۔صرف ابن ابی سبرہ پر کلام کیا گیا ہے۔انہیں متروک الحدیث اور حدیث وضع کرنے والا یعنی من گھڑت حدیثیں بیان کرنے والا کہا گیا ہے۔

لیکن یہ باتیں مبالغہ سے خالی نہیں کیونکہ یہ بات حضرات محدثین کے پاس مسلم ہے کہ جرح مبہم مقبول نہیں یعنی بغیر تفصیل ودلیل کے کی گئی جرح وتنقید قابل قبول نہیں ہوتی۔ان پر جرح وتنقید کرنے والوں میں سے کسی نے ان کے متروک الحدیث ہونے پر کوئی دلیل نہیں دی اور نہ ہی ان کی کوئی ایسی حدیث بیان فرمائی کہ جو ان سے مروی ہو اور موضوع (من گھڑت) ہو۔امام ابن عدی نے چند احادیث کا ذکر تو فرمایا لیکن ان میں سے ایک حدیث بھی موضوع نہیں ہے۔بلکہ ان میں سے ہر حدیث ابن ابی سبرہ کے علاوہ دوسری

سند سے بھی معروف ومشہور ہے۔امام بخاری نے انہیں صرف ضعیف کہا ہے۔امام ابوداؤد فرماتے ہیں کہ وہ اہل مدینہ کے مفتی تھے۔

حضرت معن فرماتے ہیں کہ خلیفہ ابوجعفر المنصور نے امام مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ مشائخ مدینہ میں سے اب کوئی باقی رہ گیا۔تو آپ نے دیگر ناموں کے ساتھ امام ابن ابی سبرہ کا نام بھی لیا۔آپ امام ابو یوسف سے پہلے عراق کے قاضی تھے۔

امام ذہبی نے آپ کو **الفقیہ الکبیر** کہا یعنی بڑے فقیہ تھے۔آپ امام عطاء ابن رباح، اعرج اور ہشام بن عروہ جیسے کبار ائمہ کے شاگرد اور امام ابن جریج، امام عبدالرزاق اور ابو عاصم النبیل جیسے ثقہ محدثین کے استاذ تھے (تہذیب الکمال)

مشہور ثقہ محدث امام ابن جریج ان سے روایت کرتے اور اپنی کتاب میں درج کرتے تھے۔

امام علی بن مدینی فرماتے ہیں کہ اکثر صحیح احادیث کی بنیاد جن محدثین پر ہے ان میں سے ایک امام ابن جریج بھی ہے۔

(حقیقة الفقه ج ۲، ص ۲۲ بحواله تذکرة الحفاظ)

اصول حدیث کا قاعدہ ہے کہ کسی متہم بالوضع راوی (یعنی جس پر من گھڑت حدیث بیان کرنے کا اِلزام ہو) سے کوئی ثقہ محدث روایت کرے تو اس کی روایت کو ترک نہیں کیا جائے گا ۔

ولا یستحق الترک من روی عنه بعض الثقات. (میزان الاعتدال: امام ذہبی)

ترجمہ: جس راوی سے بعض ثقہ راویوں نے روایات لی ہیں اس راوی کی روایات کو ترک نہیں کیا جائے گا۔

حاصل بحث یہ ہے کہ ابن ابی سبرہ پر وضع حدیث کا الزام درست نہیں۔ ہاں ان کے حافظے کی کمزوری کی وجہ سے ان کو ضعیف کہا گیا ہے۔

لہٰذا یہ حدیث ضعیف قرار پائیگی نہ کہ موضوع اور ضعیف حدیث فضائل اعمال میں قابل قبول ہے۔

٦) غلط فہمی: اس رات عبادت کرنا صرف اسرائیلی روایات اور صوفیاء کے عمل سے ثابت ہے

غلط فہمی کا ازالہ: جیسا کہ اوپر گذرا کہ معمولات شب برأت احادیث وآثار سے ثابت ہیں۔ پھر بھی اگر کہا جائے کہ یہ صرف اسرائیلی روایات اور صوفیاء کے عمل سے ہی ثابت ہیں تب بھی اس پر عمل حرام وممنوع نہ ہوگا۔ کیونکہ حضور پاک علیہ السلام نے خود اِجازت عطا فرمائی ہے۔ **حدثوا عن بنی اسرائیل ولا حرج**

ترجمہ: بنی اسرائیل سے روایت کرنے میں حرج نہیں۔

(صحیح الجامع الصغیر، حدیث نمبر ۳۱۳۱، بحوالہ سنن ابو داؤد)

☆ شیخ ابن تیمیہ نے لکھا ہے:

''فاذا روی حدیث فی فضل بعض الاعمال المستحبة و ثوابها و کراهة بعض الاعمال وعقابها وفمقادیر الثواب والعقاب وانواعه اذا روی فیها حدیث لا نعلم انه موضوع جازت روایته والعمل .... ومثال ذلک الترغیب والترهیب بالاسرائیلیات والمنامات و کلمات السلف والعلماء ووقائع العلماء ونحو ذلک (فتاویٰ ابن تیمیه ۱۸/۶۵)

مختصر ترجمہ: جب کوئی حدیث بعض مستحب اعمال کی فضیلت اور اس کے ثواب یا بعض اعمال

کی کراہیت اور عتاب پر مشتمل روایت کی جائے اور اس حدیث کا موضوع ہونا ہمارے علم میں نہ ہو تو اس حدیث کی روایت اور اس پر عمل جائز ہے جیسے کہ اسرائیلی روایات کے ذریعہ کسی عمل کی ترغیب یا نا پسندیدہ عمل کے عقاب پر ترہیب، یا خواب یا علماء اور اَسلاف کی اقوال وغیرہ۔

٧) غلط فہمی: حضور اکرم ﷺ اور صحابہ نے شب برأت نہیں منائی تو ہم کیوں منائیں؟

غلط فہمی کا ازالہ: اَسلاف کے نہ کرنے سے کوئی کام حرام نہیں ہوجاتا

١) **عن عائشة رضی الله عنها قالت : .... وما سبح رسول الله صلی الله علیه وسلم سبحة الضحیٰ قط وانی لاسبحها (بخاری حدیث نمبر ۱۱۲۸)**

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہے کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی چاشت کی نماز نہیں پڑھی اور میں چاشت کی نماز پڑھتی ہوں''۔

٢) مشہور غیر مقلد شیخ البانی نے اپنی کتاب **شرح العقیدة الطحاویة** میں تلاوت قرآن مجید کے ایصال ثواب سے متعلق لکھا ہے۔

اَمَّا قرأة القرأن واهدائها له تطوعاً بغیر اجرة فهٰذا یصل الیه کما یصل ثواب الصوم والحج فان قیل هٰذالم یکن معروفاً فی السلف ولا ارشد هم الیه النبی صلی الله علیه وسلم فالجواب ان کان مورد هذا السوال معترفا بوصول ثواب الحج والصیام والدعاء قیل ماالفرق بین ذلک وبین وصول قرأة القرأن. ولیس کون السلف لم یفعلوه حجة فی عدم الوصول و من این لنا هذا النفی العام فان قیل فرسول الله صلی الله علیه وسلم ارشدهم الی الصوم والحج والصدقة دون القرأة قیل هو صلی الله علیه وسلم لم یبتدء هم بذلک (شرح العقیدة الطحاویة ۲/۱۵۷)

ترجمہ: جس طرح روزے اورحج کا ثواب (میت کو) پہونچتا ہے اسی طرح بغیر اجرت ثواب کی نیت سے کی گئی تلاوت قرآن کا ثواب بھی پہونچتا ہے اگر کہا جائے کہ یہ عمل اَسلاف میں معروف نہ تھا اور نہ ہی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف رہنمائی فرمائی تو جواب یہ ہے کہ اگر یہ سوال کرنے والا حج، روزہ اور دعاء کا ثواب پہنچنے کا قائل ہے۔ تو اس سے کہا جائیگا کہ روزہ وحج اور تلاوتِ قرآن کے پہنچنے میں کیا فرق ہے؟ (یعنی جب حج، روزہ، اور صدقے کا ثواب پہونچ سکتا ہے تو پھر تلاوتِ قرآن کا کیوں نہیں پہونچ سکتا؟)

''اسلاف کا نہ کرنا اس کے نہ پہنچنے پر حجت اور دلیل نہیں بن سکتا'

اور ہم اس طرح کی مطلق نفی کس طرح کر سکتے ہیں؟ اور اگر کہا جائے کہ حضور پاک علیہ السلام نے روزہ، حج اور صدقہ کے ثواب کا ذکر فرمایا ہے تلاوت قرآن کے ثواب کے پہنچنے کا ذکر نہیں فرمایا تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے خود سے ابتداء نہیں فرمائی۔ (یعنی لوگوں نے حج، صدقہ، اور روزے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے جواب عنایت فرمایا۔ اگر تلاوت کا پوچھتے تو وہ بھی بیان فرماتے)

(۳) جب تک کراہیت وحرمت کا حکم نہ آئے کوئی چیز حرام نہیں ہوتی۔

غیر مقلدین کے معتمد علیہ عالم نواب صدیق حسن بھوپالی نے حقہ نوشی کے جواز کی دلیل دیتے ہوئے لکھا ہے:

والراجح ان شرب الدخان مباح علی البراء ة الاصلیة و کون الاصل فی الاشیاء الاباحة حتی یاتی الدلیل بکراهیته ولا دلیل فی هذا الباب

ترجمہ: راجح اور درست بات یہ ہے کہ دخان (حقہ نوشی) 'براءت اصلیہ' کی بنیاد پر جائز ہے کیونکہ احکام واشیاء میں اصل چیز اباحت ہے (یعنی ہر چیز اپنی اصل میں جائز ہے)

جب تک اس کے مکروہ یا حرام ہونے پر کوئی دلیل نہیں آجاتی اور حقہ نوشی کی کراہیت و حرمت پر کوئی دلیل نہیں۔ (التاج المکلل: ص ۲۶۷)

☆ شب برأت میں شب بیداری، دعاء ونماز اور زیارت وغیرہ اعمال اگر احادیث سے ثابت نہ بھی ہوتے تب بھی اس کو حرام و بدعت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اس کی حرمت وکراہیت پر کوئی دلیل نہیں۔

اب نیچے کچھ ایسی مثالیں پیش کی جا رہی ہیں جن کا قرآن وحدیث میں کوئی حکم نہیں ہے۔ لیکن ان کو نہ حرام و بدعت کہا جاتا ہے اور نہ ہی مکروہ کہتے ہیں بلکہ ان کو فضائل و خصوصیات کے باب میں شمار کر کے قبول کیا جاتا ہے۔

(۱) اہل مدینہ کا ۳۶ رکعت نماز تراویح پڑھنا:

قال الشافعی ولاهل المدینة فعلها ستّا و ثلاثین لان العشرین خمس ترویحات و کان اهل مکة یطوفون بین کل ترویحتین سبعة اشواط. فحمل اهل المدینة بدل کل سبعة اشواط ترویحة لیُساوُوهم قال الشیخان ولایجوز ذلک لغیرهم وهوالاصح کما قال الرملی لان لاهل المدینة شرفاً بهجرته صلی الله علیه وسلم ومدفنه.

ترجمہ: فقہاء شافعیہ فرماتے ہیں۔ اہل مدینہ ۳۶ رکعات ادا کرتے ہیں، ۲۰ رکعات تراویح چونکہ ۵ ترویحے ہیں اور اہل مکہ ہر دو ترویحوں کے درمیان طواف کرتے۔ تو اہل مدینہ ہر طواف کے بدلے ایک ترویحہ (یعنی چار رکعات) ادا کرنے لگے۔ تا کہ وہ عمل میں اہل مکہ کے برابر ہو جائیں۔ اور یہ اہل مدینہ کے علاوہ دوسروں کے لئے درست نہیں، یہی صحیح ترین مذہب

ہے۔جیسا کہ علامہ رملی نے فرمایا چونکہ مدینہ طیبہ حضور پاک علیہ السلام کی ہجرت کا مقام ہے اوراس میں آپ علیہ السلام کا روضہ اطہر ہونے کے سبب اہل مدینہ کو دوسروں کے بالمقابل عظیم شرف حاصل ہے۔ (۲۰ رکعات تراویح تحقیق و تجزیہ 'حضرت مفتی ضیاء الدین نقشبندی قبلہ ص ۴۸ بحوالہ: الموسوعة الفقهية الكويتية 27/143)

(۲) امام بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری کے تراجم ابواب روضہ منورہ کے پاس بیٹھ کر لکھے۔

☆ **حوّل تراجم جامعه عند قبر النبی ﷺ**

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف کے تراجم ابواب حضور ﷺ کے مزار مبارک کے پاس بیٹھ کر لکھے۔(مقدمہ فتح الباری۔۶۵)

ایک روایت کے مطابق مزار مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھ کر لکھے۔

(۳) امام بخاری ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرماتے اور دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ (هدی الساری ۶۷/۱)

☆اس طرح حدیث لکھنے کے لیے مزار مبارک کے پاس بیٹھنا، نماز پڑھنا، نہ قرآن وحدیث میں ہے اور نہ آثار صحابہ میں، پھر اس نماز کی کیا دلیل ہے؟

غیر مقلدین کے اصول کے مطابق اس عمل کو بدعت ہونا چاہیے تھا لیکن امام بخاری کے اس عمل کو انکے فضائل میں شمار کیا جاتا ہے۔

(۴) حضرت ملا علی قاری نے امام ابن کثیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ

''یُستَسقٰی بقرآۃ البخاری ۔ بخاری کی قرأت وتلاوت سے بارش طلب کی جاتی ہے۔(مرقاۃ المفاتیح۔۱/۵۴)

☆ اس طرح بخاری پڑھ کر بارش کے لئے دعاء کرنا کس آیت وحدیث سے ثابت ہے؟

(۵) امام ذہبی نے امام بخاری کے فضائل میں ان کی قبر سے استسقاء کا واقعہ ذکر فرمایا؟ (سیر اعلام النبلاء،۱۲/۴۶۹)

قبر سے استسقاء کس آیت وحدیث سے ثابت ہے؟

(۶) تراویح کے ۲۰ اور ۸ رکعات میں تطبیق کس حدیث سے ثابت ہے کہ طویل قرأت کرنے والے ۸ رکعت اور مختصر قرأت کرنے والے ۲۰ رکعت پڑھتے ہیں۔

(۷) حرم میں تہجد کی نماز باجماعت اذان کے ساتھ کس حدیث سے ثابت ہے؟

(۸) حرم میں تراویح کی نماز کے بعد دعاء ختم القرآن پڑھنا کس حدیث سے ثابت ہے؟

(۹) ۲۷ رمضان (شب قدر) کو ہی ختم قرآن کس حدیث سے ثابت ہے؟

ہم سے کہا جاتا ہے کہ عبادات توقیفی (اللہ ورسول کی مقرر کردہ) ہیں۔کسی بندے کو اپنی طرف سے کسی شب میں عبادات کا اضافہ اور تعین کرنا جائز نہیں۔پھر یہ اضافے اور تعینات کس طرح قبول کی جاتی ہیں؟

(۱۰) تراویح کے وقت ''صلاۃ القیام اثابکم اللہ'' کہنا کس آیت و

حدیث سے ثابت ہے؟ جبکہ ''الفاتحۃ'' کہنے کو بدعت کہا جاتا ہے۔

(۱۱) توحید کی ۳ قسمیں کرنا (۱) توحید الوہیت (۲) توحید ربوبیت اور (۳) توحید اسماء وصفات۔

توحید کی یہ تقسیم کس آیت، کس حدیث اور کس صحابی کے قول سے ثابت ہے؟

۷) غلط فہمی: اس رات اعمال کی تقسیم نہیں ہوتی، صرف شبِ قدر میں ہوتی ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ: غیر مقلد عالم عبدالرحمٰن مبارک پوری نے تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی میں لکھا ہے۔

ولا نزاع فی ان لیلۃ نصف شعبان یقع فیھا فرق کما صرّح بہ الحدیث وانما النزاع فی انھا المرادۃ من الآیۃ والصواب انھا لیست مرادۃ منھا وحینئذ یستفاد من الحدیث والآیۃ وقوع ذلک الفرق فی کلّ من اللیلتین اعلاماً لمزید شرفھا ویحتمل ان یکون الفرق فی احداھما اجمالاً وفی الاخری تفصیلا او تخّص احداھما بالامور الدنیویۃ والاخری بالامور الاخرویۃ.

☆ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ شبِ برأت میں تقسیم ہوتی ہے بلکہ اختلاف اس بات میں ہے کہ یہ تقسیم (سورہ دخان کی) آیت سے ثابت ہے (یا حدیث سے) درست بات یہ ہے کہ اس رات تقسیم امور آیت سے ثابت نہیں۔ اب یہ بات مستفاد ہوتی ہے کہ آیت اور حدیث سے دونوں راتوں (شب قدر اور شب برأت) میں تقسیم امور ثابت ہے اور تطبیق یوں کی جاسکتی ہے کہ دونوں میں سے ایک رات میں اجمالی طور پر تقسیم ہوتی ہے اور

دوسری رات میں تفصیلی طور پر یا ایک رات میں دنیوی امور کی تقسیم ہوتی ہے اور دوسری میں اخروی امور کی تقسیم ہوتی ہے۔ (تحفۃ الاحوذی حدیث ۷۴۹ کے تحت)

۸) غلط فہمی: روحوں کا خوش یا غمگین نہ ہونا۔

غلط فہمی کا ازالہ: مشہور غیر مقلد عالم شیخ البانی نے مُردوں پر اعمال پیش کئے جانے اور اُس سے مُردوں کے خوش و ناخوش ہونے سے متعلق حدیث کو دلائل کے ساتھ صحیح کہا ہے۔

(التنبیھات الملیحۃ. ۲۲، بحوالہ سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ ج ٦ ص ٢٠٥)

۹) غلط فہمی: اِس رات جاگنا، عبادت، دعا، ذکر و فکر کرنا بدعت ہے۔

غلط فہمی کا ازالہ: **معمولات شبِ برأت بدعت نہیں سنت ومستحب ہیں**

(اہل حدیث علماء کی تعریفات بدعت کی روشنی میں)

۱) شیخ ابن تیمیہ۔ **وما خالف النصوص، فھو بدعۃ باتفاق المسلمین ومالم یعلم انّہ خالفھا فقد لایسمّی بدعۃً.**

☆ شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں جو نئی بات نصوص (قرآن وحدیث) کے مخالف ہو وہ مسلمانوں کے اتفاق واجماع سے بدعت ہے۔ اور جو نئی بات قرآن وحدیث سے نہ ٹکرائے وہ بدعت نہیں۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ فی الفقہ ۲۰/۱۱)

۲) شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔ (سابق مفتی اعظم سعودی عرب)

امّا البدعۃ الدینیۃ فھی کل ما احدث فی الدین مضاھاۃ لتشریع اللہ تعالیٰ

☆ بدعت دینی دین میں داخل ہر اس نئے عمل کو کہتے ہیں جو اللہ کی شریعت کے مخالف ہو۔

(فتاویٰ للجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء ۲/۳۲۹)

(۳) عبدالرحمٰن مبارک پوری (غیرمقلد عالم)

☆ المراد بالبدعة ما احدث مما لااصل له فی الشريعة يدلّ عليه وامّا ما كان له اصل من الشرع يدلّ عليه فليس ببدعة شرعاً.

☆ بدعت سے مراد وہ نیا عمل ہے جس کی شریعت میں کوئی ایسی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے۔ اور اگر اس نئے عمل پر دلالت کرنے والی کوئی اصل شریعت میں ہے تو اس عمل کو شرعاً بدعت نہیں کہا جائے گا۔ (تحفة الاحوذی۔ ۳/۳۷۸)

(۴) نواب صدیق حسن بھوپالی (غیرمقلد عالم) کا قول شیخ وحیدالزماں (غیرمقلد) نے اپنی کتاب ''ھدية المهدی'' میں لکھا ہے۔

البدعة الضلالة المحرمة التی ترفع السنة مثلها والتی لا ترفع شيئا منها فليست هی من البدعة بل هی مباح الاصل.

☆ حرام اور گمراہ کن بدعت وہ ہے جس کی وجہ سے کوئی سنت متروک ہوجائے اور جس سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح (جائز) ہے۔

(هدية المهدی ۱۱۷)

ان تعریفات بدعت کی روشنی میں بدعت ضلالہ کی حقیقی صورت یوں سامنے آتی ہے کہ:

'ہر وہ نیا عمل بدعت ضلالہ ہے جو حضور پاک ﷺ کے زمانہء مبارک میں نہ تھا۔ بعد میں آیا۔ اور وہ ۱۔ قرآن وحدیث کے مخالف وبالمقابل ہو

۲۔ اس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو

۳۔ اس کی وجہ سے حضور پاک ﷺ کی کوئی سنت ترک ہو رہی ہو۔

اور اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات اس نئے عمل میں نہ پائی جائے تو اس عمل کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔

چونکہ معمولات شب برأت قرآن وحدیث کے مخالف نہیں، معمولات شب برأت کی اصل احادیث میں ہے اور ان کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی کوئی سنت ترک نہیں ہو رہی ہے بلکہ زندہ ہو رہی ہے اس لئے ان معمولات کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

معمولاتِ شب برأت مستحب ھیں

☆ قال الامام شافعی انا استحب كل ما حكيت فی هذه الليالی من غير ان يكون فرضا

امام شافعی فرماتے ہیں۔ شب جمعہ، شب عیدین، رجب کی پہلی تاریخ اور ۱۵ شعبان کی رات سے متعلق میں نے جو بیان کیا ہے اسے مستحب سمجھتا ہوں۔ فرض نہیں

(كتاب الام: بيان العبادة ليلة العيدين، ۱/۲۳۱)

☆ مشہور غیرمقلد عالم عبدالرحمٰن مبارکپوری نے لکھا ہے فلا ينبغی ان يغفل عنها بل يستحب احياء ها بالعبادة والدعا والذكر والفكر.

(تحفة الاحوذی. ۲/۵۳)

ترجمہ: چنانچہ اس رات غفلت برتنا درست نہیں، بلکہ اس میں عبادت، دعا، ذکر وفکر کرنے کے لئے جاگنا مستحب ہے۔

☆ شیخ ابن تیمیہ کا ذکرودعا کی مجالس کے بارے میں فتویٰ۔

سئل رحمه الله عن الفقراء یجتمعون فی مسجد. یذکرون ویقروء ن شیئاً من القرآن ثم یدعون ویکشفون روؤ سهم و یبکون ویتضرعون ولیس قصدهم من ذلک ریاء ولاسمعة بل یفعلونه علی وجه التقرب للّٰه تعالیٰ فهل یجوز ذلک ام لا!

فاجاب: الحمدلله: الاجتماع علی القرآة والدعاء حسن مستحب.

(مجموع الفتاوی ۲۳/۵۲۳)

شیخ ابن تیمیہ سے ان لوگوں کے بارے میں سوال کیا گیا جو مسجد میں جمع ہوکر اللہ کی رضا کے لیے ذکر وتلاوت اور رورو کر دعائیں کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ تلاوت اور دعاء کے لیے جمع ہونا اچھا اور مستحب عمل ہے۔

☆ شیخ اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے:

پندرہویں شبِ شعبان میں مُردوں کے لیے گورستان (قبرستان) میں جا کر دعا اور استغفار کرنا مستحب اور حدیث سے ثابت ہے۔ (زوال السنه. ۱۰)

اس شب میں بیدار رہ کر عبادت کرنا خواہ خلوت میں ہو یا جلوت میں افضل ہے۔

(زوال السنه. ۱۷)

☆ پندرہ شعبان کو روزہ رکھنا مستحب ہے۔ (زوال السنه. ۱۰)

☆ مشہور دیوبندی عالم مفتی شفیع اپنے رسالے شبِ برأت صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں کہ:

صحابہ اور تابعین سے اس رات میں جاگنا اور اعمالِ مسنونہ پر عمل کرنا قابل اعتماد روایات سے ثابت ہوا ہے۔ (دیکھو آخرِ مواہب لدنیہ)

اور ابن حاج ''مدخل'' (ص ۲۴۸) میں تحریر فرماتے ہیں سلفِ صالحین اس رات کی تعظیم کرتے

اور اس کے لیے پہلے سے تیاریاں کرتے تھے۔ (حاشیہ درسِ ترمذی، مولانا رشید اشرف سیفی)

۱۰) غلطی فہمی: حضور پاک علیہ السلام نے صرف ایک بار شبِ برأت میں عبادت کی پھر ہر سال کیوں شبِ برأت منائی جاتی ہے؟

غلط فہمی کا اِزالہ: ۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ کسی عمل پر مداومت کا حدیث شریف میں ذکر نہ آنا آپ علیہ السلام کے مداومت نہ کرنے کی دلیل نہیں۔

۲) دوسری بات یہ کہ کسی حدیث میں یہ ذِکر نہیں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار کے سِوا کسی شبِ برأت میں رات بھر عبادت نہیں فرمائی۔

۳) تیسری بات یہ ہے کہ کسی شخص کا از خود بلا دلیل یہ کہنا کہ ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار سے زیادہ شبِ برأت میں عبادت نہیں کی ہے یہ نبی کی شان میں بدگمانی کی بدترین مثال ہے''۔ کیونکہ حدیث شریف میں تو حکم ہے کہ جب ''پندرہویں شعبان کی رات آتی ہے تم اس رات قیام کرو اور دِن میں روزہ رکھو''۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حکم فرما کر آپ علیہ السلام خود اس پر عمل نہ فرمائیں۔

۴) چوتھی بات یہ ہے کہ اگر یہ مان لیا جائے کہ آپ علیہ السلام نے صرف ایک بار شبِ برأت میں شب بیداری فرمائی تب بھی ہر سال شب بیداری کرنا بدعت نہیں۔ کیونکہ بہت سے اعمال ایسے بھی ہیں کہ حضور علیہ السلام نے اُن پر صرف اس لیے مداومت نہیں فرمائی کہ کہیں وہ اعمال اُمّت پر فرض نہ ہوجائے جیسے باجماعت نمازِ تراویح وغیرہ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک کوئی عمل پسندیدہ ہوتا تھا لیکن آپ اسے ہمیشہ اس لیے نہیں کرتے تھے کہ کہیں آپ کے کرنے کی وجہ سے وہ عمل اُمّت پر فرض نہ کر دیا جائے''۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۱۱۲۸)

مقاصدو فوائدِ زیارتِ قبور

(۱) موت کی یاد دلاتی ہے۔

تذکر الموت ترجمہ:قبروں کی زیارت موت کی یاد دِلاتی ہے۔

(مسلم شریف:حدیث۹۷۶)

۲)آخرت کی یاد دلاتی ہے:

تذکرکم الآخرۃ۔ ترجمہ:قبروں کی زیارت آخرت کی یاد دِلاتی ہے۔

(ترمذی شریف حدیث:۱۰۵۴)

۳) دِل کو نرم کرتی ہے :

فانہ یریق القلب ترجمہ:قبروں کی زیارت دِل کو نرم کرتی ہے (مستدرک۱۳۹۱)

۴)نیکیاں بڑھاتی ہیں:

ولتزدکم زیارتھا خیراً ترجمہ:قبروں کی زیارت سے اپنی نیکیاں بڑھاؤ۔

(نسائی شریف۴۴۲۹)

(۵) دنیا سے بے رغبت کرتی ہے:

تزھدکم فی الدنیا. ترجمہ:قبروں کی زیارت دنیا سے بے رغبت کرتی ہے۔

(صحیح ابن حبان،حدیث:۹۸۱)

(۶) عبرت حاصل کرنا:

فان فیھا عبرۃ ترجمہ:قبروں کی زیارت میں عبرت ونصیحت ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل حدیث:۶۰۲)

(۷) کسی عظیم کام کی ابتداء کرنے کے لیے:

حوّل تراجم جامعہ بین قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومنبرہ / عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی کتاب بخاری شریف کے تراجم ابواب (عنوانات) مزارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور منبر کے درمیان یا / مزارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ کر لکھے۔(مقدمہ فتح الباری صفحہ ۶۵۶)

(۸) میت اور اپنے لیے دعا:

السلام علیکم یا اھل القبور یغفر اللہ لنا ولکم.

(ترمذی شریف حدیث ۱۰۵۳)

ترجمہ: اے قبر والوں تم پر سلامتی ہو۔اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔

(۹) میت کے وسیلے سے اپنے لیے دعا کرنا:

الدعاء عند قبور الصالحین والتشفع بھم معمول بہ عند علمائنا المحققین من ائمۃ الدین. (المدخل. ج ۱،ص ۲۵۶)

ترجمہ: صالحین کی مزارات کے پاس دعاء اوران سے وسیلہ ائمہ دین میں سے اہلِ تحقیق علماء کے پاس معمول بہ ہے۔

(۱۰) دعاء کی قبولیت کے لیے:

الدعاء مستجاب عند قبرھا وعند قبور الانبیاء والصالحین.

(سیر اعلام النبلاء: امام ذہبی ۱۰/۱۰۶)

ترجمہ: بے شک (حضرت نفیسہ کی) مزار مبارک کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔ بلکہ انبیاء اور صالحین کے مزارات کے پاس دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۱) بارِش کے لیے دعا:

قبر ابی ایوب..... یستسقون به ویسقون ... (الاستیعاب ۱/۴۰۶)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مزار کے پاس جا کر لوگ بارِش کے لیے دُعا کرتے اور بارِش ہو جاتی۔

(۱۲) حاجتوں کی تکمیل کی خاطر:

و یجزم بالاجابة ببرکتهم ویقوی حسن ظنه فی ذالک فانهم باب الله المفتوح وجرت سنة سبحانه وتعالیٰ فی قضاء الحوائج علی ایدیهم وبسببهم (المدخل: جلد ۱. ص. ۲۵۸)

ترجمہ: یہ حسن ظن قوی رکھے کہ ان کی برکت سے دعا ضرور قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ اللہ (کی رحمت) کا کھلا دروازہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سنت وطریقہ بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھوں پر اور ان کے سبب سے (لوگوں کی) ضرورتیں پوری فرماتا ہے۔

(۱۳) مصیبت کے نزول کے وقت دعاء کے لیے:

امام ابن حبان کہتے ہیں:

قد زرتهم مراراً کثیرة وماحلت به شدة فی وقت مقامی بطوس و زرت قبر علی ابن موسیٰ الرضاء صلوٰة الله علی جده وعلیه ودعوت الله تعالیٰ ازالتها عنی الا استجیب لی و زالت عنی تلک الشدة وهٰذا شیء جربته مراراً فوجدته کذالک اماتنا الله علیٰ محبة المصطفیٰ صلی الله علیه

وعلی اهل بیته اجمعین .

(کتاب الثقات. امام ابن ابی حاتم رازی، ج ۸ ص ۴۵۷)

ترجمہ: میں نے ان (حضرت علی رضا بن موسیٰ) کے مزار کی کئی مرتبہ زیارت کی ہے۔ شہر طوس کے قیام کے دوران جب بھی مجھے کوئی مشکل پیش آئی اور حضرت امام موسیٰ رضا کے مزار پر حاضری دے کر اللہ تعالیٰ سے وہ مشکل دور کرنے کی دعا کی تو وہ دعا ضرور قبول ہوئی اور مشکل دور ہو گئی۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے میں نے بارہا آزمایا تو اسی طرح پایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت (صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہم اجمعین) کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔

(۱۴) برکت حاصل کرنے کے لیے:

امام ابن الحاج لکھتے ہیں:

کل من یتبرک بمشاهدته فی حیاته یتبرک بزیارته بعد وفاته

(المدخل ۲۶۵)

ترجمہ: زندگی میں جن کے دیدار سے برکت حاصل کی جاتی ہے وفات کے بعد اُن کی زیارت سے بھی برکت حاصل کی جاتی ہے۔

حضرت معروف کرخی کے آستانہ سے متعلق امام ابن الجوزی کا قول:

قبره ظاهر یتبرک به ترجمہ: آپ کی قبر ظاہر ہے اس سے برکت حاصل کی جاتی ہے

(صفة الصفوة، تذکرہ حضرت معروف کرخی)

(۱۵) گناہوں کی مغفرت کی دعاء کے لیے: امام ابن الحاج لکھتے ہیں:

ثم یتوسل به اهل تلک المقابر اعنی بالصالحین منهم فی قضاء

ترجمہ: پھر اس قبرستان میں آرام فرما صالحین کے وسیلہ سے اپنی حاجتوں کی تکمیل اور گناہوں کی مغفرت کے لیے دعاء کریں۔(المدخل ص ۲۵۵)

غیر مقلدین اور علماء دیوبند کے اقوال

(۱) نواب صدیق حسن بھوپالی (غیر مقلد) التاج المکلل ۲۹۴ میں اپنے والد کی قبر کے بارے میں لکھا ہے:

''آپ کی قبر پر ہر وقت نُور برستا ہے، اور لوگ اس سے برکت حاصل کرتے ہیں۔''

(۲) شعیب الارنوط: محمد نعیم العرقسوی (غیر مقلدین) ان دونوں نے سیر اعلام النبلاء کی تحقیق و تخریج کی ہے، لکھتے ہیں کہ امام شوکانی نے بھی تحفۃ الذاکرین صفحہ ۴۹ میں انبیاء و اولیاء کی قبور پر دعاء کی قبولیت کا اقرار کیا ہے۔

(سیر اعلام النبلاء ، امام ذهبی ۱۰/۱۰۷)

(۳) شیخ زکریا کاندھلوی نے اپنی کتاب فضائل اعمال کے فضائل صدقات میں ایک سخی کی قبر کا واقعہ لکھا ہے کہ سخی نے اپنی قبر سے قبر پر آنے والوں کی امداد کی۔ نیز فضائل حج میں روضہء سرکار ﷺ پر طلب حاجت اور انکی تکمیل کے بہت سے واقعات لکھے ہیں۔

(فضائل اعمال،فضائل صدقات ، حکایت نمبر ۱۶)

(فضائل اعمال، فضائل حج، حکایات)

(۴) شیخ خلیل احمد سہارنپوری: اب رہا مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔

(المهند على المفند. ص ۳۶)

(۵) شیخ اشرف علی تھانوی: میں نے حضرت (حاجی امداد اللہ مہاجر مکی) کی قبر مقدس سے وہی فائدہ اٹھایا ہے جو حالت حیات میں اٹھایا تھا۔(امداد المشتاق. ۱۱۸)

●●●

صلوٰۃ التسبیح کا طریقہ

اللّٰہ اکبر کہہ کر سُبۡحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمۡدِکَ وتَبَارَکَ اسۡمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَااِلٰهَ غَیۡرُکَ پڑھے پھر سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ وَلا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکۡبَر۔ (۱۵) مرتبہ پڑھے پھر اَعوذ باللّٰہ اور بِسۡمِ اللّٰہ اور سورہ فاتحہ اور ضم سورہ پڑھ کر (۱۰) بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع کرے اور رکوع میں (۱۰) بار یہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے سر اٹھائے اور (سمع اللّٰہ لِمن حمدہ ، ربنا لک الحمد کے بعد) (۱۰) بار یہی تسبیح پڑھے پھر سجدے کرے سجدے میں (۱۰) بار یہی تسبیح پڑھیں۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر (۱۰) بار پھر دوسرے سجدے میں (۱۰) بار پڑھے۔ یوں ہی چار رکعات پڑھے اس طرح ہر رکعت میں جملہ ۷۵ تسبیحات ہوئیں۔(ترمذی ج ۱، ص ۱۰۹)

دعا نصف شعبان المعظّم

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ. اَللّٰهُمَّ يَا ذَا الۡمَنِّ وَلَا يُمَنُّ عَلَيۡهِ يَا ذَا الۡجَلَالِ وَالۡاِكۡرَامِ يَاذَا الطَّوۡلِ وَالۡاِنۡعَامِ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنۡتَ ظَهۡرَ اللَّاجِئِيۡنَ وَ جَارَ الۡمُسۡتَجِيۡرِيۡنَ وَاَمَانَ الۡخَآئِفِيۡنَ اَللّٰهُمَّ اِنۡ كُنۡتَ كَتَبۡتَنِيۡ عِنۡدَكَ فِيۡٓ اُمِّ الۡكِتَابِ شَقِيًّا اَوۡ مَحۡرُوۡمًا اَوۡ مَطۡرُوۡدًا اَوۡ مُقَتَّرًا عَلَيَّ فِي الرِّزۡقِ فَامۡحُ اَللّٰهُمَّ بِفَضۡلِكَ شَقَاوَتِيۡ وَحِرۡمَانِيۡ وَطَرۡدِيۡ وَاقۡتِتَارَ رِزۡقِيۡ وَاَثۡبِتۡنِيۡ عِنۡدَكَ فِيۡٓ اُمِّ الۡكِتَابِ سَعِيۡدًا مَّرۡزُوۡقًا مُّوَفَّقًا لِّلۡخَيۡرٰتِ فَاِنَّكَ قُلۡتَ وَقَوۡلُكَ الۡحَقُّ فِيۡ كِتَابِكَ الۡمُنۡزَلِ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّكَ الۡمُرۡسَلِ يَمۡحُوا اللهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثۡبِتُ وَعِنۡدَهٗۤ اُمُّ الۡكِتٰبِ اِلٰهِيۡ بِالتَّجَلِّيِ الۡاَعۡظَمِ فِيۡ لَيۡلَةِ النِّصۡفِ مِنۡ شَهۡرِ شَعۡبَانَ الۡمُكَرَّمِ الَّتِيۡ يُفۡرَقُ فِيۡهَا كُلُّ اَمۡرٍ حَكِيۡمٍ وَيُبۡرَمُ اَنۡ تَكۡشِفَ عَنَّا مِنَ الۡبَلَآءِ وَالۡبَلۡوٰى مَا تَعۡلَمُ وَمَا لَا نَعۡلَمُ وَمَا اَنۡتَ بِهٖ اَعۡلَمُ اِنَّكَ اَنۡتَ الۡاَعَزُّ الۡاَكۡرَمُ وَصَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓى اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ وَسَلَّمَ وَالۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ـ

ترجمہ: اے میرے اللہ! تو ہی سب پر احسان کرنے والا ہے اور تجھ پر کوئی احسان نہیں کرسکتا۔ اے بزرگی اور مہربانی رکھنے والے اور اے بخشش کا انعام کرنے والے تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو ہی گرتوں کو تھامنے والا ہے، بے پناہوں کو پناہ دینے والا ، اور پریشان حالوں کا سہارا ہے، اے اللہ! اگر تو نے مجھے اپنے پاس اُمّ الکتاب میں بھٹکا ہوا محروم یا کم نصیب لکھ دیا ہے تو اے اللہ اپنے فضل سے میری خواری بدبختی راندگی اور روزی کی کمی کو مٹا دے اور اپنے پاس اُم الکتاب میں مجھے خوش نصیب وسیع الرزق اور نیک کر دے بیشک تیرا یہ کہنا تیری کتاب جو تیرے نبی مرسل ﷺ کے ذریعہ ہمیں پہنچی ہے سچ ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور جسے چاہتا ہے بنا دیتا ہے اور اسی کے پاس اُم الکتاب ہے اے خدا تجلّی اعظم کا صدقہ! اس نصف شعبان مکرّم کی رات جس میں تمام چیزوں کی تقسیم ونفاذ ہوتا ہے میری بلاؤں کو دور کر خواہ میں ان کو جانتا ہوں یا نہ جانتا ہوں اور جن سے تو واقف ہے بیشک تو ہی سب سے برتر و بڑھ کر احسان کرنے والا ہے اللہ کی رحمت وسلامتی ہو ہمارے سردار محمد ﷺ پر اور ان کی آل اولاد اور صحابہ پر۔ آمین

ماخذ و مراجع

۱)	سنن ابن ماجہ	امام ابن ماجہ
۲)	شعب الایمان	امام بیہقی
۳)	تحفۃ الاحوذی، شرح ترمذی	شیخ عبدالرحمٰن مبارکپوری
۴)	سنن ترمذی بتحقیق البانی	شیخ ناصرالدین البانی
۵)	ضعیف الجامع الصغیر	شیخ ناصرالدین البانی
۶)	سلسلہ الاحادیث الصحیحہ	شیخ ناصرالدین البانی
۷)	المکتبۃ الاسلامیہ	(اسلامک سافٹ ویئر)
۸)	المکتبۃ الشاملہ	(اسلامک سافٹ ویئر)
۹)	اتحاف السادۃ المتقین	امام مرتضٰی الزبیدی
۱۰)	سیر اعلام النبلاء	تحقیق شعیب ارنوؤط
۱۱)	مجموع الفتاویٰ	شیخ ابن تیمیہ
۱۲)	لطائف المعارف	امام ابن رجب حنبلی
۱۳)	ماثبت بالسنۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی
۱۴)	التبصرہ	امام ابن الجوزی
۱۵)	مقالات الکوثری	امام زاہد الکوثری
۱۶)	شرح العقیدۃ الطحاویہ	شیخ ناصرالدین البانی
۱۷)	التاج المکلل	نواب صدیق حسن بھوپالی
۱۸)	صفۃ الصفوۃ	امام ابن الجوزی
۱۹)	المدخل	امام ابن الحاج فاسی
۲۰)	حقیقۃ الفقہ	شیخ الاسلام حضرت انوار اللہ فاروقی
۲۱)	فضائلِ شبِ برأت	مفتی ضیاء الدین نقشبندی
۲۲)	۲۰ رکعت تراویح: تحقیق وتجزیہ	مفتی ضیاء الدین نقشبندی
۲۳)	زیارتِ قبور	ڈاکٹر طاہر القادری
۲۴)	کتاب البدعۃ	ڈاکٹر طاہر القادری
۲۵)	فضائل شعبان وشب برات	مفتی رضاء الحق اشرفی
۲۶)	فضائلِ اعمال	شیخ زکریا کاندھلوی
۲۷)	شبِ برأت کی حقیقت	جسٹس تقی عثمانی
۲۸)	شبِ برأت کی شرعی حیثیت	رفیع اللہ تیمی
۲۹)	اُصول حدیث	مولانا نفیس مصباحی